غزلیں

راحت حسن

○

آگہی، آئینے تلک ہے کیا!
خود کے ہونے میں کوئی شک ہے کیا!

قریہ قریہ بھٹک رہے ہیں لوگ
سب کو اندھا کیے چمک ہے کیا!

منہ پہ آتی ہیں اَن کہی باتیں
دل میں باقی ابھی کسک ہے کیا!

اندر اندر سے ہل رہا ہوں میں
ہوتی محسوس کچھ دھمک ہے کیا!

تم جو آنکھوں کو بند رکھتے ہو
دیکھ لی اس کی اک جھلک ہے کیا!

کیوں نگاہوں میں ہیں مری سب رنگ!
میرے پیشِ نظر دھنک ہے کیا!

ہے اڑانوں کا سلسلہ ہر سو
اب زمیں کی طرح فلک ہے کیا!

کوئی منظر بھی اب نہیں بھاتا
مستقل آنکھ میں کھٹک ہے کیا!

ان کو آتی ہے کیوں حیا راحتؔ!
پیرہن صرف جسم تک ہے کیا!

پریم نشان، دودھ پور، علی گڑھ (یوپی)

سہیل اختر

○

حیف میں روشنی مہمان نہیں کر سکتا
تیرگی کو بھی تو ایمان نہیں کرسکتا

کیا کہوں کس نے دبائی مری دکھتی ہوئی رگ
کام یہ تو کوئی انجان نہیں کر سکتا

مصلحت کی اسی بستی میں مجھے رہنا ہے
اور انا کو بھی میں قربان نہیں کر سکتا

آخر اس دشت نے کیوں مجھ کو کیا ہے مہمان
میری وحشت کے جو سامان نہیں کر سکتا

کسی قیمت پہ ملے مجھ کو ہے درکار نمی
اپنی مٹّی کا میں نقصان نہیں کر سکتا

گر سمندر مرا سازش نہ کرے میرے خلاف
غرق اکیلے مجھے طوفان نہیں کر سکتا

جسم اور روح کے مابین یہ دنیا ہے تو کیا
طے کوئی دوریٔ عرفان نہیں کر سکتا

اپنی اوقات کا احساس مجھے ہے اخترؔ
آئینہ اب مجھے حیران نہیں کر سکتا

IDCO ٹاور، جن پتھ، بھوبنیشور۔751022